هو الحق المعین

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب نایاب مشہور دیار و امصار منظور نظر اولی الابصار المسمّیٰ بہ

لمعات الانوار فی رفع ظلمات الانکار

معروف باسم تاریخی

گلدستہ چشتی چمن
۱۳۲۵ ہجری

کہ بپاس خاطر جناب شیخ المشائخ دیوان غیاث الدین علیخان صاحب صاحب سجادہ دارالخیر اجمیر
بہ تردید منکرین اولادِ امجاد اور اثبات حسب نسب خاندان الاشراف در سنہ ۱۲۹۰ ہجری میں
تالیف ہوئی تھی فی الحال بایمائے قاضی سید امام الدین خان صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر و سرپرست دودمان خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ عنہ

افضل المطابع دہلی میں بحسن سعی کمترین عبد الغفار مطبوع ہوئے

دیوان جی حضرت خواجہ کی اولاد نہیں ہیں، باقی اور حضرات پیرزادگان اجمیر شریف وغیرہم جہاں کہیں ہوں بے شبہ اور بے شک اولاد پاک نہاد حضرت کے ہیں تو یہ خلاف مقصود منکر صاحب کے ہی صریحاً عقلاً اور نقلاً - اس واسطے کہ منکر صاحب نے کسی جگہ یہ اقرار نہیں فرمایا ہے کہ سوائے دیوان جی صاحب کے اور حضرات جو اولاد حضرت خواجہ بزرگ کے اور اُنکے اہلِ قرابت کہ بلقب پیرجی اور پیرزادگان ملقب و مشہور ہیں اور جاگیرات اور اعزاز پاتے ہیں اور اُنکے کئی گھر شہر اجمیر میں آباد ہیں - اُن میں سے کوئی ایک بھی اولاد میں حضرت خواجہ کے ہی - پس در پردہ اولاد امجاد کا انکار اور ظاہر میں فقط دیوانجی کے نام کا اظہار محل تعجب ہے - بلکہ جناب منکر کی عامۂ عبارات سے قطعاً اور بداہتاً انکار تمامی اولاد امجاد کا صاف صاف عیاں ہے جیساکہ آغاز دیباچہ میں لکھاہے کہ اجمیر میں ایک واقعہ اولاد حضرت خواجہ کا الخ اور بعد اُسکے لکھاہے کہ اولاد کا دعوے کرنے والوں نے الخ اور اسی انکار عام کو مؤید ہے یہ کہ اِس رسالۂ منکرہ میں بالکل کسی موقع پر دیباچہ و انتخاب خلاصہ و حاشیہ میں ایک تلمیح و اشارہ کہیں اقرار وجود اولاد حضرت خواجہ کا نہیں کیا - بلکہ برخلاف اِسکے خلاصہ طبقات اکبری میں صفحہ ۲۲ رسالۂ منکرہ پر اور خلاصہ تاریخ فرشتہ میں صفحہ ۳۰ پر یہ لکھاہے کہ دیوان کا یا اولاد کا کہیں ذکر نہیں - حالانکہ تاریخ فرشتہ میں ذکر شادی و ولادت فرزندان حضرت خواجہ کا مفصل مذکور ہے مصرع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد اور توزک جہانگیری کے خلاصہ میں صفحہ ۲۵ پر لکھاہے کہ (دیوان کا یا اولاد کا کچھ ذکر نہیں لکھا ممکن نہیں ہے کہ بادشاہ کے نزدیک اولاد ثابت ہوجاتی اور اولاد کا ذکر نہیں لکھتے[له]) اور صفحہ ۶۹ پر خلاصہ سیر المتاخرین

له اِس خیال رکیک کی تردید نقل فرمان حرف الف مندرجہ ذیل سے ہو سکتی ہے جس میں خود جہانگیر بادشاہ نے شیخ حسین کی نسبت الفاظ نبیرہ و صاحب مقام آنحضرت کا استعمال کیا ہے - محمد مصباح الدین

(حرف الف)

نقل طغرا

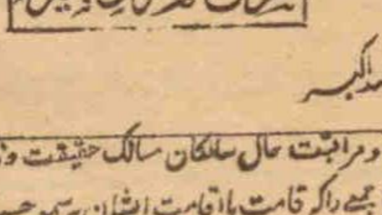

الله اکبر

یا ناصر — یا معین

ابن اکبر بادشاہ — ابن امیر تیمور صاحبقران — ابن میران شاہ

ابن ہمایون بادشاہ — محمد جہانگیر بادشاہ غازی نور الدین — ابن سلطان محمد میرزا

ابن بابر بادشاہ — ابن عمر شیخ میرزا — ابن سلطان ابوسعید

یا فتاح — یا حافظ

چون رعایت و مراعات حال سالکان مسالک حقیقت و ناہجان مناہج طریقت که صلاحیت سیما جمعی راکه قامت حال اقامت ایشان بسمو حسب علو نسب آراسته باشد

(بقیہ فرمان بر صفحہ ۱۱)

میں لکھا ہے کہ دیوان یا اولاد کا کچھ ذکر پتہ تحریر نہیں کیا۔ ہرگاہ کہ اس شد و مد اور تکرارات کے ساتھ جدا جدا دیوانجی اور علمۂ اولاد کا انکار جابجا جناب منکر تحریر فرماتے ہیں۔ پھر اسکے کیا معنی ہیں کہ اس موقع پر فقط دیوان صاحب کا رقم فرمایا ہے اور مضمرات خاطر تہذیب مناظر کو چھپایا ہے۔ اسپر طرہ اور ہے کہ عنوان رسالۂ منکرہ پر اس آیت کریمہ کو لکھوایا ہے کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اس قطعی انکار عامۂ اولاد امجاد پر اس آیۂ شریفہ سے استناد ہے۔ خدا جانے کہ یہ انکار کرنے والے میدانِ محشر میں بحضور رب العالمین و حضرت سید المرسلین و مواجہۂ جناب خواجہ معین الاولیاء والدین اس شدت انکار اور اس آیۂ کریمہ کے اشتہار کا کیا جواب دینگے۔ حق تعالیٰ عامۂ منکرین کو توفیق توبہ اور انابت کی رفیق فرمائے قطع نظر عبارات مذکورہ سے ایک اور امر صریح اور پر بالعموم شدید الانکار ہونے منکر صاحب بہادر کے دلیل واضح ہو کہ باوجود دعوائے تحقیقات بے رعایت اور کثرت مذاولت اور مطالعہ کتب قدیمہ مثل مونس الارواح وغیرہ جو کہ خانوادۂ خادم صاحبان حضرت اجمیر میں بکثرت موجود ہے اور سانند اخبار الاخیار کہ مشہور و متداول ہر شہر و دیار ہے ہرگز جناب انکار آب نے کسی جگہ اس طرح بھی اقرار نہیں فرمایا کہ اگرچہ

(بقیہ صفحہ ۱۰) از فرائض تحمات امور سلطنت و خلافت عظمیٰ میدانیم۔ لہذا حین و لا فرمان عالیشان مرحمت عنوان از مکمن لطف و احسان شرف اصدار و عز ایراد یافت کہ از ابتدائے فصل خریف ستخاقان تیل منصب تولیت مزار فائض الانوار حضرت کرامت منزلت نبابت مرتبت قطب الاقطاب کنز السالکین برہان المحققین غوث الاسلام والمسلمین خواجہ معین الدین حسن الحسینی الچشتی قدس اللہ سرہ العزیز بدستور سابق بہ سیادت و فضائل مآب کمالات الکتاب قدوۃ آثار قدوۃ المشائخ الکبار شیخ حسین کہ نبیرہ و صاحب مقام آنحضرت است مفوض و متعلق باشد کہ کما ینبغی بلوازم امر مذکور قیام و اقدام نمودہ صلاح و رونق آن مزار کثیر الانوار دقیقہ نامرعی نگزارد۔ میباید کہ حکام کرام و دیوانیان عظام و عمال کفایت فرجام و متصدیان مہمات دیوانی صوبۂ اجمیر آن مشیخت پناہ را متولی آن مقام عرش احترام دانستہ دست تعدی و تکفل امور اداد امور متعلقہ آن کم دانند۔ خدام و موذنان و سائر عملہ و فعلہ آن مزار فیض بخش شار الیہ را متولی خود دانستہ انچہ شرائط اعزاز و احترام باشد در جمیع امور تقدیم رسانیدہ از صلاح و صواب ید مومی الیہ بیرون نروند۔

سبیل مختار الدولۃ العلیۃ العالیہ مستشار الخلافۃ البہیۃ السلطانیہ جملۃ الملکی مدار المہامی اعتماد الدولہ آنکہ یک نفر نزیب ہمراہ آن فضائل مآب نماید کہ انچہ بدستور قدیم آبا و اجداد مومی الیہ داشتند و حصہ در مذکور شیخ مذکور باشد بتصرف وی باز گزارند و انچہ حصہ عرس و روشنائی وغیرہ بودہ باشد

بدستور سابق بعمل آورند میباید کہ از فرمودہ تخلف انحراف نہ ورزند در عہدہ شناسند۔ تحریر تاریخ ۳۰۔ ماہ صفر الٰہی ؁ ۴ھ (مطابق ؁۱۱۲۰ ہجری)

گوشۂ نشینانِ درگاہ کی اور سرانجام آشخانہ (لنگر خانہ) کا پھر اُنکے تعلق ہُوا۔ شاید منکر الحافظین کو جناب شیخ حسین کا دوبارہ بدستور قدیم متولی ہونا نہایت شگون بد نظر آیا۔ کہ اولاً دل ہی دل میں پیچ و تاب کھایا۔ اکبر بادشاہ کو ناسزا ابوالفضل کو ناہنجار ٹھیرایا۔ آخر لاچار اُس خفگی کو تحریف لفظی و معنوی پر ٹال دیا کہ لفظ داروغہ اپنی طرف سے بڑھایا اور متولی ہونے کو چھپایا۔ مگر بقول مشہور کہ دروغگو را حافظہ نباشد آخر حق بات صفحہ ۱۹ رسالۂ منکرہ کے حاشیہ پر منکر صاحب کی زبانِ قلم سے بھی بے ساختہ نکل گئے وہاں لکھا ہے کہ آجکے دن شیخ حسین کو درگاہ کا متولی کرکے بھیجا۔ کجا متولی درگاہ کجا داروغہ لنگر خانہ۔ قربان ایسی دیانت اور حیا کے۔ اور آفرین اُس دعوے سابقہ پر جو حافظ صاحب کو بالکل یاد نہ رہا۔ **قولہ** اور یہ بھی ثابت ہی کہ شیخ حسین یہ دعوے کرتے تھے کہ میں خواجہ صاحب کی دختری یعنی بیٹی کی اولاد سے ہوں یہ دعوے نہیں تھا کہ پسری یعنی لڑکے کی اولاد سے ہُوں۔ پسری اولاد ہونے کا دعوے تو حال میں کیا گیا۔ ۔

اقول برخلاف اُس عدہ کے جو منکر الحفاظ نے فرمایا تھا کہ انتخاب اُسی کتاب کے لفظوں سے لکھوں گا

سلہ اِس کی سند کے لیے فرمان اکبر بادشاہ کی نقل درج حاشیہ کی جاتی ہے کہ خواجہ حسین رح درگاہ شریف کے جزو کل معاملات میں پھر دخیل اور مجاز با اختیار ہو گئے تھے ۱۲ محمد مصباح الدین

ابوالفتح محمد اکبر بادشاہ غازی

جلال الدین

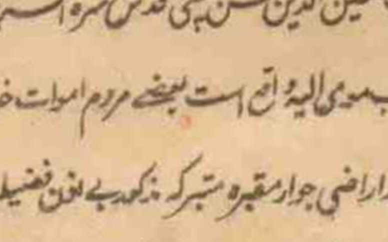

وکلاے حاکم و متصدیان مہمات خطہ اجمیر بدانند۔ ورثہ قطب الاقطاب معین الدین حسن چشتی قدس سرہ العزیز بموقف عرض رسانیدند کہ دراراضی ایشان کہ درجوار مقبرہ متبرکہ قطب الاقطاب معہودی الیہ واقع است بعضے مردم اموات خود را بے اذن ایشان دفن مینمایند اگر واقعی باشد حکم فرمودیم کہ بعد الیوم ہیچ ...... نیست خود دراراضی جوار مقبرہ متبرکہ مذکورہ بے اذن فضیلت مآب کمالات اکتساب نتیجۃ المشائخ العظام خواجہ حسین نبیرۂ آن قطب الاقطاب باقی مدہ دفن نکنند ...... بارہ حسب الحکم عالی عمل نمودہ بتقدیم رسانند الخ تحریرًا فی ...... شہر ذیقعدۃ الحرام سنہ ۹۹۶ ہجری

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷

نقشہ تفصیل فرامین وغیرہ

نمبر	تاریخ فرمان	نام حاکم و بادشاہ وقت	نام حاصل کنندہ فرمان	کس بابت فرمان جاری ہوا
۱	ذیقعدہ سنہ ۹۹۹ھ	اکبر بادشاہ	خواجہ حسین رحمہ اللہ	درباب منع تدفین میت اندرون درگاہ بغیر اجازت خواجہ موصوف
۲	سنہ جلوس یا سنہ ۹۸۵ھ	ایضاً	شیخ حسین وغیرہ	درباب تقسیم ظائف و انتظام عرس و لنگر خانہ و روشنی و فرش و عمارات وغیرہ
۳	۳۰ ماہ مہر الٰہی سنہ جلوس	جہانگیر بادشاہ	ایضاً	استقرار تولیت و تاکید احترام و اختیارات خواجہ حسین رح
۴	۵ فروردین ماہ الٰہی سنہ جلوس	شاہجہان بادشاہ	شیخ معین الدین	معافی موضع گناہٹرہ وار نٹرہ در مدد معافی شیخ موصوف
۵	۲ شعبان سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۰۶۹ ہجری	ولہ	شیخ علاء الدین	دربارہ منظوری خدمت سجادگی بنام سید محمد خلف ایشان
۶	۱۲ رمضان سنہ ۲۵ جلوس	اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	سید محمد بن سید عبد السبحان	بحکم اجرائے یک روپیہ روزینہ نقدی برائے اوشان۔
۷	۲۰ شعبان سنہ جلوس مطابق سنہ [illegible]	حافظ محمد ناصر بحکم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	شیخ خواجہ احمد	بابت معافی [illegible] گز اراضی
۸	۲۶ صفر سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۱۲۹	سید محمد فضل خان الصدر بحکم فرخ سیر بادشاہ	سید سعد الدین ولد سید محمد برہان	بحکم عطائے ۸ روپیہ از فوط سائر پرگنہ سانبھر
۹	۴ ربیع الاول سنہ ۳ جلوس	عالمگیر ثانی بادشاہ	میر غیاث الدین وغیرہ پسران شاہ نجم الدین حسن	فرمان معافی موضع بدھ گاؤں
۱۰	۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲ جلوس پنجشنبہ مطابق سنہ ۱۱۸۴ روز	شاہ عالم بادشاہ ثانی	دیوان سید امام الدین مع فرزندان	بحکم معافی موضع ہوکران و موضع کشن پورہ بمعاوضہ وظیفہ یومیہ وغیرہ
۱۱	شقہ بلا تاریخ	اکبر شاہ بادشاہ ثانی	سید مہدی علیخان دیوان صاحب سجادہ	بمنظوری تولیت بنام صاحبعالم مرزا تیمور شاہ بہادر و نیابت بنام سجادہ نشین موصوف
۱۲	راضی نامہ مورخہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۲۱ جلوس اورنگ زیب بادشاہ	جماعت خادمان وظیفہ داران و اہالی موالی آستانہ شریف	خواجہ احمد سجادہ نشین نبیرۂ دیوان شیخ معین الدین	باظہار استرضا و اقرار مخدوم زادگی ایشان و تسلیم خادمیت خود و دستخطی پیر محمد، سید حسام و سید چاند اول و سید چاند ثانی و عبد اللطیف و لاڈ محمد شیخ الہداد خادمان ہفت چوکی وغیرہ۔
۱۳	۲۷ رجب سنہ ۱۱۹۱ھ	سیواجی کلس دار (ناظم) اجمیر از طرف مہاراجہ مادہو جی سیندھیا بہادر از سرکار مادہو راؤ سیندھیا	دیوان سید اصغر علی صاحب سجادہ	بمعافی موضع ہوکران کشن پورہ وغیرہ ہر دیہات بعوض نقدی
۱۴	بتقریب دربار قیصری یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء	لارڈ لٹن بحکم ملکہ معظمہ قیصر ہند	دیوان غیاث الدین علیخان صاحب سجادہ نشین حال	سند خطاب شیخ المشائخ

(یادداشت) ان میں سے فرمان نمبری ۱ و ۳ کی نقل اس سے پہلے درج حاشیہ ہو چکی ہے ۱۲ منہ

کہ اسکو بند کرو وہ اور اناساگر کو بہنے دو۔ کسواسطے کہ رایات اقبال کا نزول چند مدت سے اسپر ہوا۔ یہ اج راے
تال مذکور ڈیڑھ کوس امیا پانچ طناب ہے۔ بیچ ایام قیام کے نو مرتبہ زیارت روضۂ منورہ مقدس حضرت خواجہ
خواجگان بزرگوار جناب معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی میں نے۔ اور پندرہ مرتبہ تال پہکر کو گیا اور
آٹھ مرتبہ چشمۂ نور کے دیکھنے کو گیا۔ پچاس مرتبہ شیر کے شکار کو گیا میں پندرہ شیر اور ایک چیتہ اور ایک سیاہ
گوش اور سترہ نیل گاؤ اور بتیس گوزن یعنی بارہ سنگہے اور نوے ہرن اور اسی تمہکو یعنی بد جانور اور تین سو
چالیس مرغابی شکار کیے میں نے۔ مقام و یورانی میں سات مقام ہیئے۔ **و قولہ** صفحہ ۱۰۷ جب اجمیر شریف میں
پہنچے تو راجہ کشن سنگہ پسر راجہ بہیم سنگہ مع پانسو سوار کے ہمرکاب آیا تہا۔ اجل طبعی سے مرگیا اور اسکے
ہمراہی متفرق ہوگئے فقط پانسو سوار بہزار پریشانی ہمراہی میں رہے اسواسطے یہ صلاح کی کہ کچہہ دنوں پٹنہ
میں جاکر گزر کریں اس ارادہ پر اجمیر سے ناگور اور ناگورے جودہپور میں آئے۔ **اقول** ان پانچوں عبارتوں
میں سوائے ایک جالی دار سنہری مسہری کے درگاہ شریف کے تعلق اور کوئی بات نہیں ہے اور خادم صاحبان
کا ان فقرات میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ شاید اسی ناخوشی کی بدولت اُس سنہری مسہری کو خادم صاحبوں نے
الگ کر دیا ہوگا۔ کیونکہ بجائے اُس طلائی مسہری شبکہ دار کے اب نقرئی کٹہرہ[1] مزار مبارک کے گرد قائم ہے
اور اگر ایسا ہوا ہوگا تو قطعًا اسقدر تصدیق بیان منکر صاحب کی ہوسکتی ہو کہ لاکہوں روپیہ نذر و نیاز کے
وارے نیارے خادم صاحبان نے کیے ہیں۔ کیونکہ ایک وہ مسہری فقط ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی تھی۔
بعد اسکے اظہار تعجب اس امر کا ہے کہ منکر صاحب اجمیر میں رہتے ہیں مگر صحت اسما ترجمہ تزک جہانگیری
میں نہ فرمائی کہ نیل تال اور رتل تال اور جودہپور کو ناظرین رسالۂ منکرہ ڈہونڈتے پہریں تو بھی پتہ نہ لگے
مصرع کون رہ بتلائے جب خضر بہکانے لگے۔ حالانکہ نیل تال بجائے بیسل یا بیسلیہ تال کے اور رتل
تال ساگر کی بجائے مشہور نام اناساگر کے اور جودہپور بجائے جودہ پور کے سہو یا نادانی ناسخ خواہ مترجم
سے لکھا گیا ہے **قولہ** صفحہ ۱۹۰ سترہویں جمادی الاول کو موکب جاہ و جلال دار البرکت اجمیر شریف میں خیمہ زن

[1] یہ دونوں ہوودہ نقرئی کٹہرے نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنوائے ہیں اور مہاراجہ جے سنگہ والی جے پور کے عہد میں بہ نگرانی محمد جات اور حاجی منظور علیخان متولی آستانہ کی معرفت ان کی ترمیم ہوئی نئی بیرونی کٹہرے کا وزن (۹۹۱ ۴۲ ۳م) تولہ تین ماشہ ہے (احسن الصحیح) محمد صبغت اللہ

ہوگیا تھا۔ اُسی زمانہ میں بعض خادم صاحبوں نے ازراہِ حسد و شرارت کے جھوٹی نالش تصرف زرِ نذرانہ کی نسبت اُنکے پیش کی اور اُنکی فرزندی کا بھی انکار کردیا۔ جیساکہ آجکل منکر الزمانی اُنکی اولاد سے اور عموماً اولاد امجاد سے بر سرِ انکار ہیں یُرِیدُونَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ +

اِسی ضمن میں شیخزادگان فتحپور کے بہکانیسے بعض دشمنوں نے گواہیاں خلافِ واقعہ دیں اور بعض صدور و قاضیان نے بادشاہ کے دباؤ سے جسطرح کہ ۹۸۷ھ میں اکبر بادشاہ کے مجتہد فی الدین ہونے کا محضر لکھدیا تھا، اُسیطرح ایک محضر کردیا کہ حضرت خواجہ کی پیچھے اولاد امجاد ہی باقی نہ رہی تھی، دعوے فرزندی جناب شیخ حسین کا بے اصل ہی فقط بادشاہ چونکہ پہلے سے ناخوش تھے اسوقت میں کہ یہ سب مصالح جمع ہوگیا منصبِ موروثی تولیت کا جناب شیخ حسین کا سلب کرکے اوروںکو دیدیا۔ پھر بلاحظہ رجوعِ خلائق اور اُنکی عظمت و شان کے اُنکا اجمیر میں رہنا خلافِ مصلحت ملکی و مخالف غیرت سلطانی متصور ہوکر واسطے حج کے رخصت کیے گئے۔ جب واپس حج بیت اللہ سے آئے تو تسلیم و کورنش نئے قانون کے موافق ادا نہ کرسکے اُسکی تعزیر میں قلعہ بکر میں بھیجے گئے۔ کبھی لاہور میں رہے۔ آخر ۴۶ سنہ جلوسی میں خود اکبر بادشاہ نے اُنکو بدستور اُنکے منصب تولیت موروثی پر کہ فرع اصل فرزندی کی تھی مقرر کرکے اجمیر میں بھجوادیا کہ وہ جہانگیر بادشاہ کے عہد سلطنت تک زندہ رہے تھے۔ چنانچہ جہانگیر بادشاہ نے دوسری نئی سندِ تولیت کی اُنکو سنہ جلوسی میں لکھدی تھی۔ غرض ان سب باتوں پر کافی شہادت اس کتاب میں موجود ہے اور بعد صحت فرزندی جناب شیخ حسین کے یہ گزارش کرنا ضروری ہو کہ شیخ المشائخ دیوان سید غیاث الدین علیخاں صاحب سجادہ زمانہ حال چونکہ خود منکر الزمانی کے اقرار سے وارث صحیح جناب سید خواجہ حسین کے ہیں پس جیساکہ دیوان صاحب ممدوح وارث صحیح جناب شیخ حسین کے ہیں اسیطرح بطریق ارث وارث صحیح و فرزند اصل و سجادہ نشین حضرت خواجہ بزرگوار کے رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ اجمعین۔ والحمد للہ رب العالمین[ط] +

مضمون دوسرا یہ ہو کہ بغور دیکھنے سے معلوم ہوتاہے کہ ابتداے ۶۳۳ھ ہجری کہ وہ تاریخ رحلت حضرت

ط راجپوتانہ گزٹ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ میں درج ہو کہ صاحب سجادہ نشین اور انکے خاندان کی تمام عزیزی دربار و رنامیاں کرسی نشینی اور تعظیمی سرٹیفکٹ گورنمنٹ برٹش تعظیم کی یہ معانقہ کے حضور وائسرائے گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل سجادہ نشین صاحب کو سروقد تعظیم دیتے ہیں اور بیٹھتے ہیں۔ دربار قیصری ۱۸۷۷ء میں جناب سجادہ نشین دیوان غیاث الدین علیخاں صاحب کو ان کے مراتب آبائی پر لحاظ فرما کر بلا کر کے وہ خطاب عطا فرمایا جو ہنود سے مستثنیٰ ہیں خطاب عطا فرمایا یعنی اجکل کسیکو نہیں ملا یعنی شیخ المشائخ ۱۳۰۲ھ